

10447- وصیت لکھنے کی کیفیت

سوال

میں نے وصیت لکھنے کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے قرآن کریم کی ورق گردانی کی، لیکن میرے لیے تو معاملہ پیچیدہ ہی رہا اور کوئی وضاحت نہ مل سکی اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان شاء اللہ میری مدد فرمائیں گے، آپ سے گزارش ہے کہ میرے ساتھ شفقت کرتے ہوئے یہ بیان کریں کہ ایک مسلمان شادی شدہ عورت کے لیے اسلامی طریقہ پر وصیت کس طرح لکھنی ممکن ہے اس عورت کی حالت مندرجہ ذیل ہے :

اس کا اپنا ذاتی مال اور حساب و کتاب ہے ۔

گھر اور اس کے علاوہ بھی تجارتی جائیداد ہے جس میں اس کے خاوند کی بھی شراکت پائی جاتی ہے ۔

کچھ اور ذاتی اشیاء مثلاً طلائی زیورات وغیرہ کی شکل میں ۔

میرے خاندان کے مندرجہ ذیل افراد بھی ہیں :

خاوند، والد، بھائی اور بہنیں، بیٹے و بیٹیاں، بھانجے بھانجیاں، کیا آپ یہ وضاحت کر سکتے ہیں کہ میں ہر چیز کس طرح تقسیم کر سکتی ہوں ؟

اور کیا میری ملکیت میں جتنی بھی اشیاء ہیں ان کی تقسیم میں حصوں کی ضرورت پڑے گی ؟

یا کہ یہ ممکن ہے کہ میں اپنے بہن بھائیوں کے بچوں کو کچھ اشیاء دے سکوں کیونکہ یہ میری خواہش بھی ہے اور وہ میرے مقرب بھی ہیں ؟

اور کیا ایسا کرنے میں کوئی عمل قرآن کریم کے مخالف تو نہیں ؟

پسندیدہ جواب

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وصیت اور ہبہ میں فرق ہے، لہذا اپنی زندگی میں کسی دوسرے کو مال وغیرہ دینا ہبہ شمار ہوتا ہے اور اس پر وصیت کے احکام لاگو نہیں ہوتے، لیکن یہاں ایک چیز کی تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی اولاد میں سے کچھ کو تو کوئی چیز ہبہ و عطیہ کرے اور کچھ کو کچھ بھی نہ دے، یا پھر ان میں سے کسی ایک بچے کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہوئے اسے زیادہ دے اور کسی کو کم بلکہ ساری اولاد کے مابین اسے عدل و انصاف اور برابری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث میں پائی جاتی ہے :

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں کوئی چیز بطور عطیہ دی تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانے کے لیے مجھے اپنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پوچھا کیا تو نے اپنے سارے بچوں کو اسی طرح کا عطیہ دیا ہے ؟ تو میرے والد نے جواب نفی میں دیا، لہذا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

(اس عطیہ کو واپس لے لو، پھر فرمانے لگے : اللہ تعالیٰ کا ڈر اختیار کرو اور اپنی اولاد کے مابین عدل و انصاف اور برابری کیا کرو) صحیح بخاری حدیث نمبر کتاب الہبۃ (2398)۔

لیکن وصیت کا تعلق تو موت کے بعد سے ہوتا ہے کہ کوئی شخص وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد اتنا مال فلاں کو دے دیا جائے اسے وصیت کہا جائے گا۔

وصیت کی مشروعیت پر کتاب و سنت اور اجماع میں دلائل موجود ہیں۔

کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑے تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے﴾۔ البقرة (180)۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿یہ حصے اس وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں جو مرنے والا کر گیا ہو یا قرض ادا کرنے کے بعد﴾۔ النساء (11)۔

اور سنت نبویہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری موت کے وقت تمہارے مالوں کا ایک تہائی مال تم پر صدقہ کر دیا ہے، تمہارے مالوں میں زیادہ ہے)۔

سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا حدیث نمبر (2700) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2190)۔

اور علماء کرام نے اس کے جواز پر اجماع کیا ہے۔

وصیت اس صورت میں واجب ہوگی کہ انسان پر کسی کا کوئی حق ہو اور اس کا کوئی ثبوت نہ ہو وصیت کرنا واجب ہے تاکہ وہ حق ضائع نہ ہو جائے کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(کسی مسلمان کے لائق نہیں کہ اس کے پاس وصیت کرنے والی کوئی چیز ہو اور وہ بغیر وصیت لکھے دو راتیں بسر کر لے) صحیح بخاری حدیث نمبر (2533)۔

اگر کوئی انسان یہ چاہتا ہے کہ موت کے بعد اسے اجر و ثواب ملے تو وہ اپنے مال سے وصیت کر سکتا ہے کہ موت کے بعد اس کا اتنا مال نیکی و بھلائی کے کام میں صرف کر دیا جائے تو اس صورت میں وصیت کرنا مستحب ہوگی اور اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے صرف ایک تہائی مال کی وصیت کرنے کی اجازت ہے۔

ایک تہائی یا اس سے کم مال میں وصیت کرنی جائز ہے، اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ وصیت ایک تہائی تک نہیں پہنچنی چاہیے، اور اسی طرح وارث کے لیے وصیت نہیں کی جاسکتی کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(وارث کے لیے وصیت نہیں) سنن ترمذی کتاب الوصایا حدیث نمبر (2047) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح سنن ترمذی (1722) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اور اگر وصیت کرنے والا ورثاء کو نقصان اور ضرر دینا چاہے اور وصیت کر کے اسے تنگ کرنا چاہے تو ایسا کرنا اس کے لیے حرام ہے کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمایا ہے :

﴿اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو﴾۔ النساء (12)۔

اور وصیت کا اعتبار موت کی حالت میں ہوگا، وصیت کرنے والے کے لیے مکمل وصیت کو ختم کرنے اور توڑنے کا حق حاصل ہے اور اسی طرح وہ وصیت کا کچھ حصہ بھی ختم کر سکتا ہے۔

وصیت کی تنفیذ کرنا بہت ہی اہم معاملہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بھی نافذ کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے وصیت کا ذکر مقدم رکھا ہے اس کے بعد دوسری اشیاء کو ذکر کیا ہے، اسی طرح اس کی اہمیت کے پیش نظر وصیت کو بدلنے والے کے لیے بہت سخت اور شدید قسم کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔

اور رہا مسئلہ تخصی ممتلكات کی تقسیم کا موت کے بعد اسے اس کی تقسیم میں کوئی حق نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہر وارث کا حصہ بیان کر دیا ہے اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ کون وارث بنے گا اور کسے وراثت نہیں ملے گی، اور کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں زیادتی کرتا ہو احد و اللہ سے تجاوز کرے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے اور بچنے کا کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وراثت بیان کرتے ہوئے سورۃ النساء میں فرمایا :

{اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارہ میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے، اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا، اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے، اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس میت کی اولاد ہو، اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وراثت بنتے ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے، ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے، یہ حصے اس وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں جو مرنے والا کر گیا ہو یا قرض ادا کرنے کے بعد، تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے، یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔

تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر مریں اور ان کی اولاد نہ ہو تو تمہارے لیے آدھا مال ہے، اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارے لیے ایک چوتھائی حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کے بعد، اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں سے ان کے لیے چوتھائی حصہ ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا، اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد، اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (یعنی اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے، اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد، جب اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑا دانا اور بردبار ہے۔

یہ حدیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

اوجو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ایسوں ہی کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے {النساء (11-14)}۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں کتاب: الملخص الفقہی تالیف صالح الفوزان (2/172-182)۔

آپ کے لیے اپنی زندگی میں بھانجے بھانجیوں کو مال میں سے کچھ دینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے، اور جب کہ وہ آپ کی اولاد میں شامل نہیں ہیں تو انہیں کوئی چیز دیتے ہوئے آپ پر واجب نہیں کہ سب میں برابری کا سلوک کریں، بلکہ یہ ممکن ہے کہ آپ جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ان کو حسب ضرورت دیں۔

ہماری آپ سے گزارش ہے کہ آپ مال دیتے وقت یہ کوشش کریں کہ مال نیک اور صالح شخص کو دیں تاکہ وہ اس مال سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے تعاون حاصل کرے، اور اسی طرح آپ کے لیے ایک تہائی مال میں سے وصیت بھی کر سکتی ہیں کیونکہ وہ ورثاء میں شامل نہیں۔

واللہ اعلم۔